www.novelsclubb.com
رعد
از قلم عشاء افضل
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رعد

از قلم

عشاء افضل

www.novelsclubb.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رعد

از قلم عشاء افضل

قسط نمبر 4

____

روئی کی مانند سفید برف کے نرم و نازک اور شفاف گالوں نے آسمان کی اونچائی سے زمین کی سطح تک سفر طے کرتے دلکش منظر پیش کیا۔ کرہ ارض پہ سفیدی نے ڈیرہ جمانا اپنا حق سمجھا۔ ہواؤں نے سردی کا تاثر لے کر ادھر سے ادھر بھاگ کر سرگوشیاں کرنا ضروری سمجھا۔ زمین کے اس خطے پہ چار سو سفیدی ہی سفیدی چھانے لگی۔

برلن کی سڑکیں جادوئی منظر پیش کرتے ہوئے یہاں کے مکینوں کو اپنے سحر میں جکڑنے کا پورا منصوبہ ترتیب دینے لگیں۔ سردی نے شدت پکڑنی شروع کی تو لوگ تیزی سے اپنی اپنی منازل کی جانب بھاگتے دکھائی دیے۔ گہما گہمی کا سماں ہو گیا۔ گاڑیوں میں موجود لوگوں کو ان کی پناہ گاہ نے تحفظ فراہم کیا۔ کچھ متوالے اس موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیے لمبے لمبے گرم کوٹ، دستانے اور ٹوپیاں پہنے آزاد فضا میں چلنے پھرنے لگے۔ پرندوں نے سردی سے بچنے کی غرض سے اپنی پناہ گاہوں کی جانب رخ موڑا۔ یہ نازک سفیدی بھی ان کی پرواز میں رکاوٹ کا باعث بن رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

گویا ہر ذی روح اپنے شوق اور ضرورت کے ماتحت اس موسم کو بروئے کار لانے لگا۔

چونکہ یہ جنوری کی پہلی برف باری تھی اس لیے اس میں شدت بھی متوازن ہی تھی۔

برلن کی خوبصورت سڑکوں پہ موجود سفیدی کو بے دلی اور غائب دماغی سے دیکھتے ہوئے وہ پریشان چہرہ لیے گاڑی کی پچھلی نشست پہ بیٹھی گہری سوچ میں مبتلا تھی۔ اتنا حسین اور دلربا موسم بھی اس کو اچھا محسوس نہیں کروا رہا تھا۔اور یہی تو حقیقت ہے کہ انسان کو اسی وقت اچھا محسوس ہوتا ہے جب اس کا دل خوش ہوتا ہے۔اگر دل، ذہن کے آگے ہار مان کر الجھا ہو تو بیزاریت ہی بیزاریت ٹپکنے لگتی ہے۔ پھر انسان کو کوئی موسم، کوئی انسان، کوئی خواب کچھ بھی نہیں بھاتا۔اس کا دل بھی اس وقت ذہن کے ماتحت ہی تھا۔جو مختلف زاویوں سے حالات کا تجزیہ کر رہا تھا۔ مستقبل قریب کے بارے میں آنے والے خیالات کافی پریشان کن معلوم ہو رہے تھے۔وہ انہی خیالات کی دنیا میں بھٹک رہی تھی جب ایک آواز لہریں بناتے اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ان لہروں نے دماغ تک رسائی حاصل کی مگر دماغ تو حقیقی دنیا میں حاضر ہی نہیں تھا سو لہروں کو مسترد کر دیا گیا۔

"کیسا لگا برلن؟"

www.novelsclubb.com

گاڑی کی اگلی نشست پہ موجود فلم ڈائیریکٹر توصیف نے پچھلی سیٹوں پہ براجمان رودابہ اور نور سے استفسار کیا۔ رودابہ نے پرجوش ہو کر برلن کی تعریف میں چند الفاظ کہے۔ مگر نور ہوش کی دنیا میں ہوتی تو جواب دیتی۔

"نور؟"

توصیف نے اس بار خصوصی طور پہ اسے مخاطب کیا۔ شاید اب کی باران لہروں کے جواب میں لہریں ہی ملیں۔ مگر کوئی جواب موصول نہ ہونے پہ توصیف نے گردن موڑ کر اس کو دیکھا جو کھوئی کھوئی سی معلوم ہو رہی تھی۔ اس نے نور کے چہرے کے سامنے اپنا دایاں ہاتھ لہرایا۔ جس پہ وہ بے دلی سے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ اس کا چہرہ سردی کے باعث مزید سفید دکھتے اس کی رنگت ابھار رہا تھا۔ اٹھی ہوئی ناک گلاب کے پھول کی مانند سرخی مائل ہو کر اسے جاذبیت بخش رہی تھی۔ سنہری بال رخسار کے ارد گرد پھیلے اس کی رنگت پہ جچ رہے تھے۔ بازوؤں کو متضاد سمت میں سینے پہ لپیٹے وہ ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش میں مصروف عمل دکھ رہی تھی۔

"لگتا ہے برلن زیادہ ہی پسند آگیا ہے۔"

توصیف نے اس کی محویت دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔اس نے نور کی خاموشی کا یہی مطلب اخذ کیا۔

"کچھ زیادہ ہی"

قدرے بے زاری سے جواب دیا۔اس کا تو پہلے سفر کا سارا مزہ ہی برباد ہو چکا تھا۔ بھلا ہو حدید عالم کا جس نے اس کا سارا سکون خراب کر دیا تھا۔کیونکہ فلحال وہ صرف اپنا پہلا غیر ملکی سفر انجوائے کرنے کا ذہن بنائے ہوئے تھی۔کم از کم ایک دن تو اس کو یہ سکون ملنا چاہیے تھا۔

مگر اس ملاقات نے اسے از سر نو انہی حالات میں لا کر پٹخ دیا جن سے وہ فلحال فرار چاہتی تھی۔مگر بھول بیٹھی بھلا حقیقت سے بھی فرار حاصل کیا جا سکتا ہے؟

www.novelsclubb.com

اس نے سر جھٹکا اور فون کا لاک کھولے سکرولنگ کرنے لگی۔ کیونکہ سوشل میڈیا ہی وہ چیز ہے جو انسان کو ہر حقیقی دنیا سے دور لے جاتی ہے۔ اس وقت وہ بھی اس حقیقی دنیا سے دور ہی جانا چاہتی تھی سو راہ فرار اختیار کی۔

"پہلی بار ملک سے باہر آئی ہے نا اسی لیے ایسی حالت ہو رہی ہے۔ شاید برف باری بھی پہلی بار ہی دیکھی ہو۔"

پاس بیٹھی فلم کی مرکزی ہیروئین رودابہ نے طنزیہ انداز میں اس کو دیکھتے ہوئے اپنا تبصرہ پیش کیا۔ مگر غلط کیا۔ وہ زخرف نور تھی۔ اسے کم از کم اس سے تمیز سے بات کرنی چاہئے تھی۔ چند سیکنڈ گاڑی میں خاموشی چھائی رہی۔ توصیف نے ان لڑکیوں کی ایک دوسرے سے نہ بنتی دیکھ سر جھٹکا۔ وہ ان کے معاملے میں بول کر کوئی جنگ نہیں چھیڑنا چاہتا تھا۔ اگر اسے پہلے اندازہ ہوتا کہ رودابہ کو نور کی وجہ سے احساس کمتری محسوس ہوگا تو وہ یقیناً اپنی مرکزی ہیروئین کی خاطر نور کو کاسٹ ہی نہ کرتا۔

"ہاں بالکل جیسے تم نے بھی پہلی بار ہی ملک سے باہر کا سفر کیا ہے۔ نہیں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اپنے فون پہ اس کا سوشل اکاؤنٹ کھول کر اس کی تازہ اپلوڈ کی ہوئی تصویر اس کو ہی دکھاتے ہوئے فاتحانہ بولی۔

"ہیش ٹیگ فرسٹ ٹائم آؤٹ آف کنٹری، ہیش ٹیگ فرسٹ ٹائم ان برلن۔۔۔۔"

وہ اب اس کی تصویر کے نیچے موجود تمام ہیش ٹیگز با آواز بلند دہرا رہی تھی۔ توصیف نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔ رودابہ کا چہرہ ہتک کے مارے سرخ ہوا۔

"کیا تم مجھے کچھ اور ہیش ٹیگ بتاؤ گی رودابہ۔ وہ کیا ہے نا مجھے بھی اپنی تصویر پوسٹ کرنی ہے۔"

"رودابہ" پہ خاصا زور دیتے ہوئے کہا۔ چھبتا ہوا لہجہ اس پہ متضاد چہرے پہ مسکراہٹ۔ رودابہ نے غصے سے منہ پھیرا۔ دل میں اس کو ڈھیروں بددعاؤں سے نوازا۔ وہ اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتی تھی؟ یا شاید کر سکتی تھی وہ بھی اس طرح کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ مگر ابھی مناسب وقت نہ تھا۔

اس نے سوچ لیا کہ وہ اپنی فلم کے ہیرو اسامہ سے اس بد تمیز لڑکی کی شکایت کرے گی۔ پھر وہ دونوں مل کر اس لڑکی کے خلاف توصیف کو بھڑکائیں گے۔ آخر کو وہ دونوں اچھے دوست اور کولیگ ہیں۔ وہ اس کا ساتھ دے گا۔

وہ اس کو اگنور کرتے خاموشی سے شیشے کے پار گرتی برف کو محویت سے تکنے لگی۔

"آئی تھی میرا۔۔۔زخرف نور کا مذاق بنانے"

ایک جانب کی مسکان سجائے نہایت ہی دھیمی آواز میں کہا۔ دل اعلیٰ اعلان کہہ رہا تھا کہ اگر مجھ پہ طنز کرو گی تو اس کا نتیجہ بھی بھگتو گی۔ کیونکہ زخرف معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھی۔ جب تک وہ مقابل سے حساب نہ برابر کر لیتی اس کی روح بے چین ہی رہتی تھی۔

ٹیکسی مطلوبہ ہوٹل کے باہر رکی۔ ڈرائیور نے گاڑی سے ان کا سامان نکالا۔ توصیف کی ہمراہی میں ان دونوں کو ان کے کمرے کا علم ہوا۔ وہ دونوں بغیر ایک دوسرے کی جانب دیکھے خاموشی سے اپنے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ توصیف نے پریشانی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے انہیں دیکھا۔ان دونوں کی دوستی کروائے بغیر اس کا گزارہ نہیں تھا۔ان کے پیشے میں اگر ایکٹرز کی آپس میں نہ بنے تو نقصان ڈائیریکٹر کو بھی اٹھانا پڑ سکتا تھا۔اور وہ تو اس فلم کا پروڈیوسر بھی خود ہی تھا۔اس کو یقیناً مشکلات کا سامنا کرنا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ ایسے معاملات کو کیسے ہینڈل کرتے ہیں۔اسے نیند آنے لگی تو وہ بھی اپنے کمرے میں آیا۔ تھکاوٹ کے باعث ان سب کو آرام کی ضرورت تھی۔ویسے بھی شوٹنگ تین روز بعد سے شروع ہونی تھی۔

\-------------

وہ فریش ہو کر آرام دہ کپڑے پہنے ڈریسنگ کے سامنے آئی اور ہیئر ڈرائیر سے اپنے نم سنہری بال خشک کرنے لگی۔ ہیٹر کے باعث کمرے کا ماحول باہر کے پر ٹھنڈک ماحول سے زیادہ حرارت لیے ہوئے تھا۔ مگر اسے ابھی بھی شدید ٹھنڈ کا سامنا تھا۔ وہ پہلی بار اتنی ٹھنڈک والے ماحول میں آئی تھی۔وہ جانتی تھی اسے سردیاں سوٹ نہیں کرتیں مگر اب مجبوری تھی۔اس نے ہائی نیک ٹی شرٹ کے اوپر ایک اونی

سویٹر پہنا۔ چہرے پہ سیرم لگایا۔ پاوں پہ موائسچرائزر لگا کر موزے پہنے۔ ہاتھوں کو بھی خشکی سے آزاد کیا۔ پھر بیڈ پہ آکر پشت سے ٹیک لگا کر برق رفتاری سے کمبل اوڑھا۔

"افففف۔۔۔ توبہ کتنی ٹھنڈ ہے یہاں۔"

اسے آج کچھ زیادہ ہی سردی لگ رہی تھی۔ اور یہ بھی حقیقت تھی کہ اسے سردیاں کچھ خاص پسند نہیں تھیں۔

چند منٹوں تک جسم نے کچھ حرارت پکڑی تو اس کا دماغ سردی سے نکل کر دوسری جانب مگن ہوا۔ اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔ یہ کمرہ گولڈن اور سفید رنگ کا امتزاج لیے ہوئے تھا۔ کمرے کا فرنیچر سادہ مگر منفرد تھا۔ بیڈ کے سامنے دو ون سیٹر صوفے موجود تھے۔ کمرے کے عین وسط میں ایک خوبصورت شیشے کی میز دھری تھی۔ اس پہ گولڈن رنگ کا ایک شو پیس موجود تھا۔ اس کے بیڈ سائیڈ ٹیبل میں سے ایک پہ ٹیلی فون دھرا تھا۔ جو غالباً ہوٹل والوں سے رابطہ رکھنے کے

لیے استعمال ہوتا تھا۔ دوسرے سائیڈ ٹیبل پہ ایک لیمپ موجود تھا۔ وہ مزید جائزہ لے ہی رہی تھی کہ اس کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔ اس نے تکیے کے پاس موجود فون ہاتھ میں لیا۔ پھر لاک کھولے کر آنے والے نوٹیفیکیشن کو دیکھا۔

"منزل کے قریب پہنچنے پہ میری طرف سے مبارکباد وصول کرو۔"

ایک انجان نمبر سے پیغام موصول ہوا تھا مگر وہ شخص اس کے لیے انجان نہیں تھا۔

"منزل جتنی قریب آرہی ہے اتنی ہی دور محسوس ہو رہی ہے۔"

پیغام لکھ کر اسی نمبر پہ بھیج دیا۔

"کیا ہار مان جاو گی؟"

فوراً جواب موصول ہوا۔ شاید اسے یقین تھا کہ اسے فوری جواب ملے گا۔

"کیا اب بھی تمہیں یہ لگتا ہے کہ میں ہار ماننے کے لیے یہاں آئی ہوں۔"

ناراضی بھرا جواب تھا جو بٹن دباتے ہی دوسری جانب بھیج دیا گیا۔ پیغام موصول ہوا تو اس وجود کے چہرے پہ لمحے کو مسکراہٹ در آئی۔

"دیکھتے ہیں۔"

لاپرواہی بھرا جواب تھا۔ نور کو غصہ آیا مگر وہ اس کو مزید کچھ بھی کہنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ اس لیے اس کی چیٹ بند کی۔

اسے عائشہ کو بھی اپنی خیریت سے آگاہ کرنا تھا۔ اس لیے اس انسان کو دماغ کی تختی سے دھندلا کرتے اس نے عائشہ کو کال ملائی۔

"کیسی ہے میری نور؟"

اس کے کچھ بولنے سے قبل ہی عائشہ نے پوچھا۔ لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں ماما۔"

"سفر کیسا رہا؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟"

"میں نے سفر بہت انجوائے کیا۔"

وہ پر مسرت بولی۔

"میری یاد تو نہیں آرہی؟" عائشہ شرارت سے بھرپور لہجے میں گویا ہوئی۔

"توبہ توبہ۔ بدیس میں دیسی ماوں کو کون یاد رکھتا ہے؟"

ماں سے محبت بھری شرارت کی۔

"شرم کرو نور"

وہ اس کو مصنوعی جھڑکتے ہوئے بولیں۔

www.novelsclubb.com

"اچھا میری ماں۔ آپ بتائیں بیٹی کی جدائی میں مشرقی ماوں کی طرح واویلا تو نہیں کیا؟"

انتہائی غیر سنجیدگی سے اپنی ماں کو چھیڑا۔

"میں کمزور ماں نہیں ہوں جو اپنے بچے کو پرواز کرتا دیکھ اسے واپس گھونسلے میں لے کر جانا چاہے۔"

وہ اپنے ازلی انداز میں بولیں۔

"آپ لاجواب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔"

وہ فخریہ بولی۔اسی لمحے ایک آواز عائشہ کے کانوں نے بہت قریب سے سنی۔

"تم لاجواب کر دیتی ہو عائشہ۔"

ماضی کے اس جملے نے اس کی یاداشت میں لوٹتے غضب ڈھایا۔ایک منظر نے اپنا دھندلا پن دکھاتے انہیں توڑنے کی کوشش کی۔ضبط کرنے کے باوجود بھی دو آنسو ٹوٹ کر چہرے پہ پھسلے۔دوسری جانب نوران کی لمبی خاموشی پہ پریشانی کا شکار ہوئی۔

"ماما آپ ٹھیک ہیں؟"

www.novelsclubb.com

بیڈ کی پشت سے ٹیک ہٹا کر سیدھے ہوتے ہوئے متفکر لہجے میں استفسار کیا۔

"ہاں۔۔۔ہاں مجھے کیا ہونا ہے۔بس آج ڈیوٹی سخت تھی۔اس لیے تھکاوٹ ہو رہی ہے۔ تمہیں بھی جیٹ لیگ ہوا ہو گا آرام کرو۔ ہم کل بات کریں گے۔"

وہ بس جلد از جلد فون کاٹنا چاہتی تھیں۔ورنہ نوران کی آواز سے اس نمی کو پہچان جاتی جو کہ وہ ہرگز نہیں چاہتی تھیں۔اپنی بیٹی کو اپنے لیے پریشان کر کے وہ اپنے سر کوئی بوجھ رکھنے کی صلاحیت نہ رکھتی تھیں۔نور نے الوداع کہتے فون کاٹا۔پھر نانا جان کا پیغام دیکھتے ان کو اپنی خیریت سے آگاہ کیا۔اسے حقیقتاً اب نیند آرہی تھی۔ وہ تکیے پہ سر رکھے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

اور نیند سے بہتر راہ فرار کیا ہو سکتی ہے؟

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

وہ اپنے کمرے میں آئے تو مائدہ کوئی کتاب ہاتھ میں پکڑے اسے پڑھنے میں مصروف تھی۔ ہمایوں نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔ کافی غصیلی نظر تھی۔ مگر مائدہ کو کونسا فرق پڑ رہا تھا۔ وہ تو کسی ریاضی کے سوال کو حل کرنے کی جستجو کی مانند کتاب میں غرق تھیں۔ گویا اگر آج اس سوال کو حل نہ کیا تو دنیا کسی عظیم شے سے محروم رہ جاتی۔

ہمایوں الماری سے اپنے کپڑے نکال کر واش روم گھس گئے۔ وہ فریش ہو کر واپس آئے تو بھی مائدہ کی پوزیشن میں کوئی فرق نہ آیا۔

"کس دنیا میں غرق ہو جو احساس ہی نہیں کہ کمرے میں کوئی دوسرا انسان بھی موجود ہے۔"

ناراضی اور غصہ بیک وقت لہجے میں شامل تھا۔ انہیں مائدہ کا خود کو اگنور کیے جانا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"آپ کو میں نظر آ رہی ہوں؟"

کیا جملہ، کیا لہجہ، کیا کرب پوشیدہ تھا ان الفاظ میں کہ ہمایوں کے دل کو دھچکا لگا۔ وہ چند لمحے ان الفاظ کے زیر اثر شل کھڑے رہے۔ پھر انہوں نے ان کے قریب آ کر بیڈ پہ بیٹھتے ان کے ہاتھ سے کتاب لے کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔ ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ مائدہ کے ہاتھ ٹھنڈے ہو رہے تھے جن کو ان کے گرم ہاتھوں نے حرارت بخشی۔

"آئی ایم سوری"

ان کا سارا غم و غصہ کہیں دور جا سویا۔ وہ جوان سے نور کے متعلق بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اپنے ہر ارادے کو اس وقت پیچھے کہیں چھوڑ دیا۔

"کس بات کی معافی مانگ رہے ہیں آپ؟"

ان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے استفسار کیا۔ اور کیا غضب تھا اس جھانکنے میں کہ ہمایوں کمال کے الفاظ نے بھی ان کی زبان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ انہوں نے نظریں جھکا لیں۔ مائدہ نے اپنا ایک ہاتھ ان کے ہاتھوں سے نکالا۔ حرارت کو پس پشت ڈالتے

ٹھنڈک کو اپنایا۔ ان کا چہرہ واپس اونچا کیا۔ نگاہیں دوبارہ ایک دوسرے سے جا ملیں۔

"کس کس بات کی معافی مانگیں گے آپ ہمایوں؟"

وہ شکستہ سی تھیں۔ لہجہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ آخر کیا قصور تھا ان کا جو وہ یہ سب برداشت کر رہی تھیں۔

"میں تمہیں کبھی وہ حق نہ دلا سکا جو تمہارا تھا۔"

وہ اپنی غلطی مان رہے تھے۔ اور نہ جانے کتنی ہی بار وہ اس غلطی کا اعتراف کر چکے تھے۔

"آپ تو کبھی اپنے حق کے لیے بھی نہیں لڑ سکے ہمایوں۔ میں آپ سے کیا گلہ کروں؟"

www.novelsclubb.com

وہ صاف گوئی سے بولیں۔ان کی ٹھوڑی سے اپنا ہاتھ ہٹایا اور دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھ کی قید سے آزاد کر کے ان کے پاس سے اٹھ کر وہ کپڑوں کی الماری کے پاس چلی گئیں۔انہیں اپنے اور ہمایوں کے کپڑے پریس کرنے کے لیے ملازم کو دینے تھے۔

ہمایوں نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا اور اس ناانصافی کے بارے میں سوچا جو ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتی آئی۔پہلے پہل تو وہ صرف ان کی ذات تک ہی محدود رہی مگر پھر وہ ان کی عزیز بیوی اور اب بیٹے کے ساتھ بھی در آئی تھی۔انہیں اس کا سدباب کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

یہ برلن سکول آف بزنس اینڈ اینوویشن (بی ایس بی آئی) کی بلند و بالا، خوبصورت اور شاندار عمارت تھی۔مختلف شعبوں کے طلباء یہاں سے وہاں جاتے تعلیم کے لیے سرگرم دکھائی دے رہے تھے۔اساتذہ اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں مصروف

عمل تھے۔ تعلیم کے شعبے سے وابستہ لوگوں کے لیے یہ ایک عزیز مقام تھا۔ انہی طلبا میں ایک وہ بھی تھی جو کلاسز ختم ہونے پر یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا میں اپنی گاڑی کے پاس کھڑی تھی۔ جب اس کی ایک دوست تقریبا بھاگتے ہوئے اس کی طرف آئی۔

"کنزی۔۔۔ہے کنزی"

وہ اس کے پیچھے سے ہی آوازیں بلند کرنے لگی۔ کنزہ جس نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا تھا اپنے ہاتھ کو واپس کھینچتے ہوئے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"واٹ ہیپنڈ؟"

کنزہ نے ابرو اچکا کر پوچھا۔ اس کی دوست بہت پر جوش دکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں معلوم ہے کنزی پاکستان سے ایک فلم ٹیم یہاں برلن میں شوٹنگ کے لیے آئی ہے۔مجھے شوٹنگ دیکھنی ہے۔تم چلو میرے ساتھ"

وہ انگزیزی زبان میں مخاطب تھی۔معلوم ہوتا تھا کہ وہ غیر ملکی تھی جو پڑھائی کے سلسلے میں برلن آئی تھی۔

"اور تمہیں یہ سب کس نے بتایا؟"

کنزہ نے اس کی معلومات کا ذریعہ معلوم کرنا چاہا۔کیونکہ پہلے بھی وہ ایک دو بار یہاں کے لوگوں کے ہاتھوں بیوقوف بن چکی تھی۔اور وہ کم از کم اس کی کسی بیوقوفی کا حصہ نہیں بن سکتی تھی۔

"وہ میری ایک پاکستانی دوست ہے۔وہ بتارہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

وہ اپنی کسی پاکستانی دوست کا حوالہ دیتے ہوئے بولی۔اور کنزہ جانتی تھی کہ اس کی یہ دوست پاکستانیوں سے شدید اوبسیس ہے۔وہ ضرور ان کی فلم کی شوٹنگ بھی دیکھنا چاہے گی۔

"آر یو شیور؟ دیکھ لینا کہیں یہ بھی مذاق نہ ہو۔"

کنزہ نے احتیاطا پوچھا۔

"نہیں کنزی یہ پکی خبر ہے۔میں نے گوگل پہ بھی چیک کیا ہے۔"

وہ پوری تیاری سے ہی اس کے پاس آئی تھی۔کنزہ ہنسی۔

www.novelsclubb.com

"اونلی فار یو"

کنزہ نے اس کے گال کھینچتے ہوئے ساتھ جانے کی حامی بھری۔صوفیا کے گال بھرے بھرے اور گول مٹول ہونے کے باعث وہ بہت کیوٹ دکھتی تھی اور کنزہ ہمیشہ پیار سے اس کے گال کھینچا کرتی تھی۔

"تھینک یو کنزی۔یو آر دی بیسٹ"

وہ محبت سے اس کے گلے لگی۔

"اینڈ یو آر کیوٹ"

وہ اس کی تعریف کرتے ہوئے بولی۔پھر اس کو بائے بول کر گاڑی میں بیٹھ کر اپنی راہ کو چل پڑی۔

آج ویک اینڈ تھا جس کے باعث وہ گھر پہ ہی موجود تھا۔سوئمنگ سے فارغ ہو کر اس نے اپنے لیے ناشتہ بنایا۔ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پہ بیٹھ کر ہمیشہ کی طرح تن تنہا ناشتہ کیا۔پھر کچھ دیر ٹی وی پہ مارننگ شو دیکھا۔کچھ ضروری کام نپٹائے۔صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ وقت گزاری کر رہا ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کلاک پہ وقت دیکھا۔ بارہ کا ہندسہ عبور ہو چکا تھا۔اس نے ایک نمبر پہ کال ملائی۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔اس نے دوبارہ کال ملائی مگر پھر رابطہ بحال نہ ہو سکا۔

"بیوقوف" چہرے پہ بےزاری سجائے فون نہ اٹھانے والے کو اپنے پسندیدہ لقب سے نوازا۔

حدید اپنے کمرے سے لیپ ٹاپ اٹھائے لاوئنج میں آگیا۔ صوفہ پہ براجمان ہوتے ہوئے سامنے موجود میز پہ پاوں دھرے اور لیپ ٹاپ کو گود میں رکھے ایک پی ڈی ایف فائل کھولی۔ وہ بہت انہماک سے اس فائل کو پڑھ رہا تھا کہ اس کا موبائل بج اٹھا۔اس نے کوفت سے اپنے فون اور اس پہ آنے والی کال کو دیکھا۔دل چاہا فون کاٹ دے مگر پھر دل کو انکار کرتے دماغ کی سنتے فون اٹھالیا۔

"کیا مجھے مس کر رہے ہو؟"

مقابل نے چھوٹتے ہی انتہائی چھچھورے پن کا مظاہرہ کیا۔وہ حدید عالم کی دو کالز سے خوش فہمی کا شکار ہو چکا تھا۔

"خدا ایسا دن نہ لائے۔"

حدید نے برخستگی سے جواب دیا۔

"جاو میں فون کاٹ رہا ہوں۔ تمہیں میری قدر ہی نہیں ہے۔" مقابل نے ناراضی سے کہا۔ وہ یقینا خفا ہو چکا تھا یا خفا ہونے کی اداکاری کر رہا تھا۔

حدید نے اس کی بات کو سراسر اگنور کرتے اپنا سوال داغا۔

"واپسی کب تک ہے تمہاری؟" حدید نے اس کو منانے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کی بلا سے بھاڑ میں جائے اس کی ناراضگی۔

"پھر کہتے ہو مس نہیں کرتے۔ یار مان جاو کہ میری یاد آرہی ہے۔"

وہ اس کو منوانے کی ایک مزید کوشش کرنے لگا۔ حالانکہ جانتا تھا کہ ساری کوششیں رائیگاں ہی جائیں گیں۔

"جو پوچھا کرتا ہوں اس کا جواب دیا کرو۔ فضول گوئی سے کام نہ لیا کرو۔"

حدید نے اکتا کر کہا۔ وہ اس کے اس چھچھورے پن سے شدید بیزار تھا۔

"ہو جائے گی واپسی بھی۔ ویسے آج کل مجھے چھٹیاں ہیں۔ سوچ رہا ہوں کہ ایک بار اپنے بے مروت دوست کی شکل دیکھ جاوں۔"

وہ اس کو طعنہ دینا نہیں بھولا تھا۔

"گڈ۔ مجھے تم سے ضروری کام ہے۔ جلدی واپس آو"

"بے مروتی کے سارے ریکارڈ توڑنے میں ماہر ہو حدید عالم"

دل کے پھپھولے پھوڑے۔ اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا؟

www.novelsclubb.com

"اور کچھ ؟"

اسے بالکل فرق نہیں پڑا۔

"تم جانتے ہو نا کہ مجھے اپنے ایکسیڈنٹ کے باعث چھٹیاں ملی ہیں۔"

اس نے اسے یاد کروایا۔

"تو؟" بے مروتی کی انتہا تھی۔

"تو یہ کہ مجھے اپنے باس سے اس بار ایک بونس ملا ہے۔ تمہیں اس سے لنچ کروانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ملتے ہی لنچ میری طرف سے ہوگا۔"

اس کی دعوت کے پیچھے جو مذاق پوشیدہ تھا اس کو سمجھتے حدید بے ساختہ مسکرایا۔

"باس کی برائیاں نہیں کرتے زید"

اپنی مسکراہٹ چھپا کر نصیحت آمیز انداز میں کہا۔

"تم لے لو ایسا باس اور ایسی نوکری"

www.novelsclubb.com

وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔

"میں خود باس ہوں۔ کسی کے ماتحت کام کرنا مجھے گوارا نہیں۔ تمہیں ہی مبارک ہو تمہارا باس"

وہ اپنا معیار جتاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں میں اب آکر ہی پوچھوں گا۔ رکھو فون۔ اچھی خاصی میری نیند خراب کر دی۔ پتا ہے خواب میں میری شادی ہو رہی تھی وہ بھی ایک امیر لڑکی سے۔ سارا موڈ خراب کر دیا۔"

وہ اس کو کوستے ہوئے فون بند کر گیا۔ حدید اس کی بچگانہ حرکتوں پہ سر نفی میں ہلا کر رہ گیا۔

کون یقین کرتا کہ زید جیسا شخص حدید عالم کا دوست ہو سکتا ہے۔

گزشتہ شب برف باری تھم کر اپنی سفیدی پھیلائے غائب ہو چکی تھی۔ اپنا نقش چھوڑتے لوگوں کو مزید کام پہ لگائے وہ چپکے سے رخصت لے چکی تھی۔ معمول کے کاموں میں رکاوٹ بنتی اس سفیدی کو صاف کرنا ضروری تھا سو انسان اس عمل میں مگن ہوئے۔ اس نے بالکونی سے باہر کا نظارہ دیکھا۔ برف کی تہہ دیکھتے ہی اس نے سردی سے جھرجھری لی۔ پھر ریسیور اٹھا کر ناشتہ آرڈر کیا جو بلا تاخیر اس تک

پہنچ گیا۔ وہ ہوٹل والوں کی تیز سروس سے متاثر ہوئی۔ ناشتے کی ٹرے لے کر وہ بالکونی میں آگئی۔ یہاں سے باہر کا خوبصورت اور دیدہ زیب نظارہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ چوتھی منزل پہ موجود بالکونی میں ایک کرسی پہ بیٹھی ناشتے سے لطف اندوز ہونے لگی۔ دور سے کسی کی نظروں نے اس منظر کو دیکھ کر ایک گہری سانس بھری۔ اس گہرائی میں بھی ایک گہرائی پنہاں تھی۔ ناشتے کے دوران وہ وجود اس کو یونہی دیکھتا رہا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر رات والے کپڑوں پہ لانگ کورٹ پہنے وہ چہل قدمی کے لیے باہر چلی آئی۔ نہایت دلجمعی سے اس جگہ کو دیکھتے وہ اپنی ہی دنیا میں مگن دکھ رہی تھی جسے ارد گرد کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ وہ آنے جانے والے سیاحوں اور جرمنز کے حلیے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ اور ایک وجود تھا جو صرف اس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مزید آگے بڑھی۔ اس بار اس وجود نے اسے اپنے قریب سے گزرتے محسوس کیا۔ پھر وہ اس کے پاس سے گزر گئی۔ اس کے دور جانے پہ وہ وجود واپس جانے کے لیے قدم

باہر کو بڑھا گیا۔ تھوڑی دیر میں ہی نور کو سردی کا احساس ہوا تو وہ واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔

سکرولنگ کی غرض سے فون اٹھایا تو کالز کا نوٹیفکیشن موصول ہوا۔ یہ ریچا کی کالز تھیں۔ اس نے کال بیک کی۔ دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی۔

"ہے نور۔۔۔ کیسی ہو؟"

وہ خوش دلی سے اس کی خیریت دریافت کرنے لگی۔ نور کو اچھا محسوس ہوا۔

"شکر! کوئی تو جان پہچان والا موجود ہے برلن میں"

www.novelsclubb.com

دل میں سوچا اور سکون سا سانس بھرا۔

"میں بالکل ٹھیک"

مطمئن سا جواب تھا۔

"آج فری ہو؟"

اس نے استفسار کیا۔

"ہاں آج تو فری ہی ہوں۔"

"بس پھر اپنے ہوٹل کا نام اور ایڈریس بھیجو۔ میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔ باقی باتیں مل کر کریں گے۔ آج لنچ ہماری طرف ہے۔ ماما تمہارے آنے پہ بہت خوش ہیں۔"

وہ تیزی سے بولی۔

"بہت شکریہ ریجا"

نور تہہ دل سے اس کی مشکور ہوئی۔

"اب تم غیروں والی بات کر رہی ہو۔ چلو تیار ہو جاو میں تھوڑی دیر تک آ رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔"

www.novelsclubb.com

نور نے فون رکھا۔اچانک ہی اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا۔جب کوئی آپ کی موجود گی پہ اتنی مسرت کا اظہار کرے تو یہ آپ کو بھی پر مسرت کر دیتا ہے۔وہ بھی خوش ہوئی۔ریجا کو ہوٹل کا نام اور پتہ بتا کر وہ تیار ہونے لگی۔

نیوی بلو کلر کی ٹاپ پہ بلو کلر کی سکرٹ پہن کر اس کے اوپر سفید لانگ کورٹ پہنا۔ گلے میں سفید مفلر لپیٹ کر ڈریسنگ کے سامنے آئی۔برہان کے دیے سفید ٹاپس کانوں میں پہنے۔رولر سے سنہری بالوں کو چند خم دیے۔چہرے پہ موائسچرائزر لگانے کے بعد کنسیلر لک دی۔ہلکے گلابی رنگ کا ٹنٹ لبوں پہ لگایا اور گالوں پہ ہائی لائیٹر کا ٹچ دیا۔آنکھوں پہ مسکارا لگانے سے اس کی پلکیں قدرے بھاری اور پر کشش دکھنے لگیں۔ایک مکمل نظر خود پہ ڈالی۔وہ قدرتی میک اپ والی لک میں تیار ہو چکی تھی۔

"اففف۔۔۔یار نور کیوں ہو اتنی پیاری؟"

شیشے میں خود کو دیکھ کر داد دی۔آخر کو وہ خود کی سب سے بڑی فین تھی۔

وہ بیڈ پہ بیٹھ کر شوز پہننے لگی جب دوبارہ ریجا کی کال آئی۔ غالباً وہ ہوٹل پہنچ چکی تھی۔ اس نے کال اٹھائی۔

"میں ہوٹل پہنچ چکی ہوں۔ وٹینگ ایریا میں کھڑی ہوں۔ تم وہیں آجاو۔"

اس نے اپنے آنے کی اطلاع دی۔

"ابھی آئی"

اپنا فون لانگ کورٹ کی جیب میں ڈال کر وہ کمرہ لاک کر کے باہر آگئی۔ ریجا نے اس کو آتے دیکھا تو یک ٹک دیکھتی گئی۔ نور نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔

"تم حقیقت میں زیادہ پیاری ہو چکی ہو نور"

ریجا نے مسکرا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کھلے دل سے تعریف کی۔

"اور تم پہلے سے زیادہ کیوٹ"

نور نے مسکرا کر اس کے بائیں گال میں پڑتے ڈمپل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ سرجری کروائی ہے۔ دراصل مجھے ڈمپلز بہت پسند ہیں۔"

ریجا نے جھینپتے ہوئے وضاحت دی۔

"سوٹ کر رہے ہیں تم پہ"

اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ جو مرضی کرواتی اس لیے اچھے سے تعریف کی۔

"معلوم ہے۔"

وہ ہنس کر بولی۔ نور بھی جواباً مسکرائی۔ گویا کوئی ہے جو نور کی طرح خود سے متاثر ہے۔

"تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟"

ہوٹل سے باہر کی طرف بڑھتے نور نے ریجا سے اس کی پڑھائی کے متعلق پوچھا۔ ایسے مواقع پہ بات شروع کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی جملہ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔

"بابا نے بزنس پڑھنے ڈال دیا ہے۔ سوچو میرے جیسی لڑکی کا کیا حشر ہوتا ہوگا۔"

وہ منہ بسورے کہنے لگی۔ صاف اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اسے بزنس پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

"بزنس وی من بننا بہت بڑی کامیابی ہے ریجا۔ ناشکری مت بنو۔"

نور نے اس کو ٹوکا۔

"تم اچھی رہ گئی ہو نور۔ جس چیز کا دل چاہا وہی کر رہی ہو۔ میرے بابا کی طرح کوئی روک ٹوک نہیں کرتا۔ سکون سے زندگی جی رہی ہو۔"

www.novelsclubb.com

وہ اپنے بابا کے فیصلے سے سخت خفا تھی۔اور یہ تو کوئی نور سے پوچھتا کہ وہ تو اس بات کو ترس رہی تھی کہ کاش آج اس کے بھی بابا حیات ہوتے اور وہ اس سے کہتے کہ میں چاہتا ہوں میری زخرف یہ بنے اور وہ کہتی آدم محمود پہ زخرف نور کی جان بھی قربان۔ مگر وہ صرف سوچ ہی سکتی تھی۔ عمل درآمد کرنے کو کوئی وجہ باقی نہ تھی۔

کیا تھی یہ زندگی ؟ایک طرف کوئی اس نعمت سے بیزار تھا تو دوسری طرف کوئی اس کی طلب میں کوشاں تھا۔

"سکون تو نصیب کا حصہ ہے ریجا۔ کسی کو سب پاکر بھی سکون نہیں ملتا۔ کسی کو سب کھو کر بھی سکون مل جاتا ہے۔" وہ اپنے ہی خیالوں میں مگن بولی۔

"کافی فلسفیانہ سوچ ہے تمہاری۔"

وہ اس کی بات سے متاثر ہوئی۔

"تو تمہیں کیا لگا تھا ٹک ٹاکرز بیوقوف ہوتے ہیں۔"

اس نے مذاق اڑایا۔ اور یہ تو کوئی حدید عالم سے پوچھتا کہ کیا ٹک ٹاکرز بیوقوف نہیں ہوتے؟

وہ دونوں ہوٹل سے دور ہوتی گئیں اور ہوٹل کی فضا ان کی آواز کی لہروں کو سننے میں ناکام ہوتی گئی۔

یہ ایک لگژری اپارٹمنٹ کا منظر تھا جہاں وہ مختصر عرصہ کے لیے رہائش پذیر تھے۔ دروازہ کھلنے پہ اندر موجود ایک مکین نے اسے گلے لگایا۔ اس نے بھی اپنی بانہیں ان کے گرد پھیلا دیں۔

"میری بچی کا سفر کیسا رہا؟"

وہ ممتا بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوئیں۔ نور کی آنکھیں نم ہوئیں۔ وہ جب سے بڑی ہوئی ہمیشہ اپنی دنیا میں اتنی مگن رہی تھی کہ اس نے کبھی اپنی ماں کی اس

www.novelsclubb.com

دوست سے سلام دعا سے ہٹ کر بات بھی نہیں کی تھی۔اب اس انجان جگہ پہ ان کا یہ طرز تخاطب اسے رلا رہا تھا۔کسی بھی لڑکی کے لیے تنہا ایک ایسے ملک آنا جہاں کوئی اسے نہ جانتا ہو حقیقتاً بے حد مشکل ثابت ہوتا ہے۔وہ یہاں ایک مقصد کے تحت آئی تھی مگر اپنوں کی دوری اسے تکلیف دے رہی تھی۔اور اس وقت جب کسی نے اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا تو وہ متشکر آنکھوں سے مسکرا دی۔

"ایک ایڈوانچر کی مانند۔"

اپنے ایموشنز چھپاتے پر جوش بولی۔ویسے بھی وہ اداکاری کرنے میں ماہر تھی۔

"اپنی ماں کی طرح ہو۔اسے بھی ایڈوانچرز کا بہت شوق ہوتا تھا۔"

وہ اس کے گرد بانہیں پھیلائے اسے اندر لے کر جاتے ہوئے اسے بتانے لگیں۔

ان کے ذہن نے کئی خوبصورت مناظر کو بیک وقت یاد کیا۔

"اس کا مطلب آپ دونوں اپنی جوانی میں کافی شوخ رہی ہیں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو کیا ہم بوڑھے ہو گئے ہیں؟"

انہوں نے ابرو اچکا کر انہیں پوچھا۔ نور نے ایک بھرپور نظر ان پہ ڈالی۔

تنگ جینز کے ساتھ لمبی ٹی شرٹ پہنے گلے میں مفلر لپیٹے وہ بالکل بھی بڑی عمر کی نہیں لگ رہی تھیں۔ ان کا سراپا بالکل متناسب تھا۔

نور کی نظر ان کے چہرے پہ گئی۔ بے داغ جلد اور شفاف رنگت پہ گلابی پن جھلک رہا تھا۔ بھورے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ بے حد خوبصورت دکھ رہی تھیں۔ نور کی نگاہوں میں ستائش ابھری۔

"آپ تو ریجا کی چھوٹی بہن لگ رہی ہیں۔"

وہ شرارتی لہجے میں بولی۔

"اب تم ایگزاجیریٹ کر رہی ہو۔"

انہوں نے نور کو گھور کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"ماما آپ کی تعریف ہو رہی ہے یا میری برائی؟" ریچا نے منہ بسور کر اپنا حصہ ڈالا۔

"آف کورس میری تعریف"

نازش نے مسکرا کر کہا۔

"آپ سچ میں بہت پریٹی ہیں آنٹی۔ میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ اپنے کالج کے دور میں آپ دونوں لوگوں کے دلوں پہ راج کرتی ہوں گیں۔" وہ کھلے دل سے اپنی ماں اور ان کی دوست کی تعریف کرنے لگی۔

"یہ تو آج بھی راج کرتی ہیں۔"

پیچھے سے ابھرتی مردانہ آواز پہ وہ سب اس جانب متوجہ ہوئے۔

وہ کرنل شہروز بخت تھے۔ بارعب شخصیت پہ بڑھاپا تو بالکل بھی عیاں نہیں ہو رہا تھا۔ گندمی رنگت پہ نیوی بلو سوٹ پہن رکھا تھا۔ ٹائی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کہیں جانے کی تیاری میں تھے۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم انکل!" نور نے دور سے ہی سلام لیا۔ جس پہ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ریجا کے ساتھ آئی ہو؟" شاید بات کرنے کو سوال کیا۔ ورنہ وہ جانتے تھے کہ وہ ریجا کے ساتھ ہی آئی ہے۔

"جی انکل ریجا ہی لے کر آئی ہے۔"

"ہمم۔۔۔ عائشہ کیسی ہے؟"

"ماما ٹھیک ہیں۔ ہر وقت مصروف رہتی ہیں۔ اپنے پیشے سے کافی مخلص ہیں نا۔" ماں کے حالات بتاتے ہوئے آخر میں لہجہ کچھ طنزیہ ہو گیا۔ شہروز بخت کے لیے ایسے لہجے بھانپنا مشکل نہیں تھا۔ مگر وہ اگنور کر گئے کیونکہ وہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتے تھے۔

"گڈ۔ بیگم صاحبہ ذرا ٹائی باندھ دیں۔"

www.novelsclubb.com

اب کہ وہ نازش سے مخاطب ہوئے۔ یقیناوہ ایسے طنز کے بعد اس سے مزید گفتگو جاری رکھنے کا ارادی ترک کر چکے تھے۔ نازش نے نور کو ریجا کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل تک جانے کا کہہ کر خود اپنے کمرے کا رخ کیا۔ وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پہ نشست سنبھال کر بیٹھ گئیں۔

"انکل کہیں جا رہے ہیں؟"

وہ ان کی تیاری دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"بابا کا کیا ہے۔ ہر روز کہیں نا کہیں جانے کی تیاری ہوتی ہے۔"

ریجا کی بات پہ اس نے ہنکارا بھرا۔ ریجا اپنے فون پہ مصروف ہو گئی۔ نور ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔ اس اپارٹمنٹ اور ان کے مکینوں کو دیکھ کر اس نے بے ساختہ اپنے دل میں کہا۔

"کرنل صاحب نے ملک کو ضرورت سے زیادہ لوٹا ہے۔"

اس کے خیالات کو ایک آواز نے منتشر کیا۔

"شرم کرو ریجا۔ مہمان گھر بیٹھی ہے اور تمہیں فون سے فرصت نہیں۔"

نازش نے ڈائننگ کی طرف آتے اسے فون نامی بلا میں غرق دیکھ کر ڈانٹا۔ شاید وہ شہروز بخت کی ٹائی باندھنے کے بعد واپس آئیں تھیں۔ ریجا نے اچانک پکار پہ ہڑ بڑا کر فون بند کیا۔ اسی اثنا میں اس کا فون زمین بوس ہوا۔ نور کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ مگر حالات کے تقاضے کو مد نظر رکھتے وہ اپنی ہنسی دبا گئی۔ مگر کسی کی نظر نے بہت بری نظر سے اس ہنسی کو دیکھا۔ اور اس ہنسی کو اس نظر کی نظر کھا جانے کو ہوئی۔

ریجا نے فوراً فون اٹھایا۔ صد شکر کہ اس کا فون سلامت تھا۔

"ماما میرا نیا فون ٹوٹ جانا تھا۔"

ریجا نے منہ بسور کر کہا۔

"تو نہ کیا کرو ایسی حرکات؟" وہ اس کی ناراضگی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بولیں۔

"بندہ پیار سے کہہ دیتا ہے۔پر نہیں آپ نے تو اچانک کہہ کر اگلے کو ڈرا دینا ہوتا ہے۔" وہ ابھی تک اپنے فون کو غور غور سے دیکھ رہی تھی کہ کہیں کوئی خراش تو نہیں آئی۔

"میں کب ڈراتی ہوں تمہیں؟" انہوں نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"ہر وقت تو ڈرا دیتی ہیں بیگم صاحبہ"

شہروز بخت ڈائننگ ٹیبل پہ موجود دونوں ماں بیٹی کی گفتگو ملاحظہ کرنے کے بعد بولے۔ جس پہ سب دھیما دھیما مسکرا دیے۔

"اچھا میں جا رہا ہوں۔"

ایک آخری نگاہ ان سب پہ اور خاص طور پہ نور پہ ڈالتے ان کو الوداع کہتے وہ گھر سے نکل گئے۔

"نور یہ لو۔عائشہ بتا رہی تھی کہ تمہیں پاستا بہت پسند ہے۔"

www.novelsclubb.com

نازش اس کے سامنے پاستا پیش کرتے ہوئے بولی۔

"تھینک یو آنٹی۔آپ نے بہت تکلف کیا ہے۔"

"تکلف کیسا بچے۔تم میرے لیے ریجا جیسی ہی ہو۔جیسے اس کی فرمائشیں پوری کرتی ہوں۔ کبھی تمہاری پوری کرلوں گی تو مجھے خوشی ہو گی۔"

"آج کے دور میں کون کسی کے لیے اتنا کرتا ہے آنٹی؟"

وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کیوں اس کا اتنا احساس کر رہی ہیں۔

"تم عائشہ کی اولاد ہو۔میرے لیے یہ جواز کافی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس کی پلیٹ میں پاستا ڈالتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولیں۔

نوران کی دوستی پہ حیرت کا شکار ہوئی۔دنیا میں ایسے دوست بھی ہوتے ہیں کیا جو پہلے آپ کو اور پھر آپ کی اولاد کو بھی عزیز رکھیں؟

وہ سوچ کر مسکرا دی۔ایسے ہی نہیں عائشہ ہر وقت نازش کی مالا جپتی رہتی تھیں۔

ڈائننگ ٹیبل پہ موجود وجود کھانے میں مگن باتوں میں مصروف ہوئے۔

Gendarmenmarkt

یہ مقام برلن کے سب سے شاندار چوکوں میں سے ایک تھا۔ بارہویں صدی کے دوران قائم کیا گیا یہ مقام اپنا منفرد مقام رکھتا تھا۔ یہ تین مختلف مقامات کا چوک تھا۔ اس کے ارد گرد کو نزر تھاوس، جرمن اور فرانسیسی چرچ موجود تھے۔ ان کی شوٹنگ کا آغاز اسی مقام سے ہونا تھا۔ اسی مقصد کے لیے وہ اپنی ٹیم سمیت یہاں موجود تھے۔ یہ ایک ایسا سین تھا جس میں پہلی بار نور نے اس فلم کا حصہ بننا تھا۔ اس سین میں نور کا سامنا اس فلم کے مرکزی کردار یعنی ہیرو سے ہونا تھا۔ جس کو فلمانے کی غرض سے وہ سب یہاں جمع تھے۔ سیٹ لگا دیا گیا۔ رودابہ کا شاٹ نہ ہونے کے باعث وہ آج موجود نہیں تھی۔

نور کی تیاری مکمل تھی۔ سفید ہائی نیک پہ جدید طرز کے گرے رنگ کے لانگ کورٹ کے ساتھ نیلی جینز اور بھورے لیدڑ کے ہائی ہیل لانگ شوز پہنے وہ اس ماحول کا حصہ دکھ رہی تھی۔ سر پہ رکھی سیاہ ہیٹ سے جھلکیاں دکھاتے اس کے سنہری بالوں نے ہوا کے رخ پہ مڑتے دلکش منظر پیش کیا ہوا تھا۔ آج آنکھوں میں اوشن گرے لینز لگا رکھے تھے۔ گوری رنگت پہ یہ لینز خوب جچ رہے تھے۔ سین کا آغاز کیا گیا۔ وہ ہائی ہیل شوز پہنے اک ادا سے برلن کی سڑک پہ قدم رکھتی برق رفتاری سے چل رہی تھی۔ ہاتھ میں ایک فائل تھام رکھی تھی۔ وہ کافی تیزی میں لگتی تھی۔ اچانک اس کے پاؤں میں لرزش آئی اور اس سے پہلے کہ وہ منہ کے بل گرتی کسی کے مضبوط بازوؤں نے اسے تھاما۔ وہ کوئی اور نہیں فلم کا ہیرو اسامہ تھا۔ نور کے سنہری بال جھٹکے سے اس کے چہرے سے مس ہوئے۔ اسامہ کے چہرے پہ نرم سا تاثر آیا۔ اور اگلے ہی لمحے دونوں کی نگاہیں ملیں۔ اسامہ اس کی مصنوعی رنگت والی آنکھوں میں مسحور کن انداز میں دیکھے گیا۔ چند لمحوں بعد نور کی

www.novelsclubb.com

ہنسی چھوٹ گئی اور سین کٹ کیا گیا۔ نور نے ہنس کر اس کی گرفت سے آزادی حاصل کی۔

"تم تو قریب سے بھی پیاری ہی لگتی ہو۔" اسامہ نے بے ساختگی میں اس کی تعریف کی۔

"شکریہ" اس نے مسکرا کر داد وصول کی۔ "گڈ شاٹ بوتھ آف یو"

ڈائیریکٹر نے تھمب اپ کر کے ان کو داد دی۔ ان کو ری ٹیک نہیں کرنا پڑا۔ اب ان کو اگلے سین سے متعلق آگاہی دی جانے لگی۔ وہ ہاتھ میں سکرپٹ پکڑے اپنے ڈائیلاگ دہرا رہی تھی جب بے دھیانی میں اس کی نظر کونزر تھاوس کی طرف اٹھی۔ نظر واپس سکرپٹ پہ مرکوز کرتے اس کے ذہن نے ٹرگر کیا اور اگلے ہی پل اس نے دوبارہ کونزر تھاوس کی طرف دیکھا۔ اس کانسرٹ ہال کے دروازے کے باہر کسی سے بات کرتا وہ شخص کوئی اور نہیں حدید عالم ہی تھا۔ سیاہ ہائی نیک کے

ساتھ سیاہ جینز اور سیاہ لانگ کورٹ پہنے ہوئے وہ شخص واقعتاً حدید عالم ہی تھا۔ نور کی پیشانی پہ بل پڑے۔

یہ دوسرا اتفاق تھا۔ مگر کیا یہ واقعی اتفاق تھا؟

مگر جو بھی تھا اسے اب اس سے ملنا ہی تھا۔ اپنی نگاہیں وقتاً فوقتاً اس کا نسرٹ ہال پہ رکھے وہ توصیف کے پاس آئی۔

"مجھے کچھ دیر کا بریک چاہیے۔ بس کچھ منٹ کا۔"

وہ سیدھا مدعے پہ آئی۔ توصیف نے ہنکارا بھرا کر اسے اجازت دی۔ وہ تیز قدموں سے چلتی کو نزر تھاوس کی طرف بڑھی۔ اس کی پشت کے پیچھے پہنچ کر وہ رک گئی۔ حدید نے مقابل سے الوداعی کلمات کہہ کر رخ موڑا تو اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا اور سنبھلا۔

"ڈڈیو ریگنائزمی؟ (کیا آپ نے مجھے پہچانا؟)"

زخرف نے ہر مروت بالائے طاق رکھتے پر تجسس پوچھا۔ حدید اس کی سٹریٹ فارورڈنیس سے متاثر ہوا۔ آنکھوں میں اجنبی تاثر جمایا۔

"ہائوڈو آئی نو یو؟ (میں آپ کو کیسے جانتا ہوں؟)" لاعلمی کی انتہا تھی۔

"وی میٹ ایٹ ائیر پورٹ (ہم ائیر پورٹ پہ ملے تھے)"

زخرف نے گویا اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔ لیکن حدید عالم کی آنکھوں میں انجانے پن کا تاثر برقرار رہا۔

"میں زخرف نور ہوں۔ آپ نے مجھے میرا پاسپورٹ ڈھونڈ کر دیا تھا۔"

وہ انگریزی زبان میں مخاطب ہوتے ہوئے اسے اپنی پہلی ملاقات یاد دلانے لگی۔

"او آئی سی لیکن ایک بات پہ آپ غلطی پر ہیں۔" ابرو اچکا کر کہتے ہوئے آخر پہچان ہی لیا۔

بھرپور اداکاری تھی پہچاننے کی۔

www.novelsclubb.com

"کونسی بات؟"

سوالیہ تاثرات۔ چہرے پہ ناسمجھی ابھری۔

"میں نے آپ کا پاسپورٹ ڈھونڈا نہیں تھا وہ مجھے بائی چانس مل گیا تھا۔"

اس کے جملے کی تصحیح کی گئی۔اور وہ جان جانتی تو کہتی حدید عالم تم تو اداکاری میں اداکاروں کو بھی مات دے سکتے ہو۔

"شکریہ اس کا۔مجھے آپ سے ضروری کام ہے۔کیا ہم کچھ دیر کے لیے مل سکتے ہیں؟"

اس نے پہلے اس کا شکریہ ادا کیا ساتھ ہی مطلب کی بات پہ آئی۔

"کہیں میں ابھی فری ہی ہوں۔" وہ یوں بولا گویا میں تو ٹھہرا فارغ آپ بس بولنے کی کریں۔

"یہاں نہیں بات کر سکتی۔ کیا ہم کچھ دیر کے لیے کسی ایسی جگہ مل سکتے ہیں جہاں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی اور نہ ہو؟"

وہ ارد گرد لوگوں کو آتا جاتا دیکھ بولی۔

"ایسی کونسی راز کی بات ہے جو آپ یہاں نہیں کر سکتیں؟"اس بار لہجہ سنجیدگی کے ساتھ پریشانی کا عنصر لیے ہوئے تھا۔

"ہے بہت ہی راز کی بات ہے۔آپ یہ بتائیں کہ آپ سے کب ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"آپ میرے آفس آجایئے گا۔میرے خیال میں یہ مناسب رہے گا۔"

مروت کی انتہا تھی۔

"کیا آپ اپنے آفس کا ایڈریس بتادیں گے؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس بار اداکاری کی باری زخرف نور کی تھی۔اور حدید عالم اس کی اداکاری پہ عش عش کر اٹھا۔اس کے بارے میں ڈھیروں معلومات اکٹھی کرنے کے بعد بھی وہ اس سے اس کے آفس کا پتہ پوچھ رہی تھی۔

"شیور"

"کیا آپ کا نمبر بھی مل سکتا ہے؟اس طرح ملنے میں آسانی رہے گی۔اور آپ اپنا ایڈریس بھی بھیج دیجیئے گا۔"

اس سے پہلے کہ وہ اسے اپنے آفس کا پتہ لکھواتا زخرف فورا بولی۔حدید نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔وہ ضرورت سے زیادہ تیز چل رہی تھی۔

"وائے ناٹ" حدید نے اسے اپنا نمبر دیا اور اس پہ اپنے آفس کا ایڈریس بھیج دیا۔

"جلد ملاقات ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

زخرف نے اس کے چہرے کو بغور دیکھ کر کہا۔ جس پہ حدید نے سر کے خم سے اشارہ کرتے واپسی کے لیے گاڑی کی طرف بڑھتے دروازہ کھولا۔

"بائے مس زخرف۔۔۔"

بھولنے والے تاثرات عیاں تھے گویا وہ اس کا پورا نام بھول گیا۔

"زخرف۔۔۔زخرف نور"

نور نے اپنا پورا نام دہرایا۔

"گڈ بائے مس زخرف نور"

حدید نے گاڑی میں بیٹھ کر اس کی طرف دیکھ کر کہا۔اس کو جاننے والا کوئی شخص اگر اسے اتنی مروت برتتے دیکھ لیتا تو یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔نور نے جواباً اسے بائے کہا تو وہ گاڑی آگے بڑھا گیا۔نور نے اس کا نمبر محفوظ کیا اور واپس سیٹ کی طرف چل دی۔

www.novelsclubb.com

وہیں حدید اپنی گاڑی میں بیٹھے اس کی بیو قوفی پہ مسکرایا۔

"بیو قوف لڑکی ! اسے لگتا ہے میں سب کو اپنا نمبر بانٹتا پھر تا ہوں۔اور ہر ایک کو اپنے آفس انوائیٹ کرتا ہوں۔"

وہ تیزی سے اپنی گاڑی کا رخ آفس کی جانب موڑ گیا۔پہلے ہی اس کے سامنے آنے کے لیے وہ کافی وقت ضائع کر چکا تھا۔اور ایک بزنس مین وہ بھی کامیاب بزنس مین کے لیے اس کے وقت کا ہر لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔

افان یونیورسٹی سے واپس آکر فریش ہوا۔اس روز والے واقعے کے بعد اس کا کنزہ سے رابطہ نہ ہوا تھا۔ایگزامز کے باعث وہ کافی مصروف رہا تھا کیونکہ مراد صاحب کو اس کے اچھے نتائج چاہئے تھے۔آج اس کا آخری پرچہ تھا لہذا فارغ ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے کنزہ کو کال ملائی۔چند بیلز بجنے کے بعد کنزہ نے کال اٹھالی۔

"یونیورسٹی سے آگئی ہو کنزے؟"

فون کو سپیکر پہ لگا کر ڈریسنگ پہ رکھتے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بناتے ہوئے خوشگوار موڈ سے پوچھا۔اس سے بات کرتے ہوئے وہ بلاجواز ہی پر مسرت ہو جایا کرتا تھا۔

"ہاں ابھی گھر آئی ہوں۔ تم سناؤ کیا ہو رہا ہے آج کل؟"

وہ اپنا یونیورسٹی بیگ بیڈ پہ تقریباً پھینکتے ہوئے بولی۔

"مل کر پوچھ لو کیا کر رہا ہوں آج کل۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر فلحال میں فارغ نہیں ہوں۔" کنزہ نے بدمزاجی سے جواب دیا۔افان کا موڈ خوشگواریت کے عنصر سے پاک ہوا۔وہ سو فیصد کہہ سکتا تھا کہ اگر یہی بات حدید نے اس سے کہی ہوتی تو وہ اپنے ایگزامز کو بھی پس پشت ڈال دیتی۔

www.novelsclubb.com

"کب فری ہو گی؟"فون کو سپیکر سے ہٹا کر کان کے ساتھ لگایا۔ کوشش جاری رکھی۔

"کچھ کہہ نہیں سکتی۔"

وہ بے مروتی سے بولی۔

"کنزے ناراض ہو نا؟"پریشانی بھرا لہجہ استفسار کر رہا تھا۔

"یاد آ گیا۔"

"آئی ایم سوری فار دیٹ۔ لیکن۔۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن کیا افان مراد؟"زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"جب بھی تم حدید کو مجھ پہ فوقیت دیتی ہو مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

اس نے صاف گوئی سے دل کی بات کہی۔

"تو کیا میں تمہارے موڈ کے مطابق زندگی گزاروں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ غصے بھرے لہجے میں مستفسر ہوئی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا کنزے"

وہ لب کاٹتے ہوئے بولا۔

"تمہیں کہنا بھی نہیں چاہئے۔میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔کس کو کتنی اہمیت دینی ہے یہ کسی دوسرے کو مجھے نہیں بتانا چاہئے۔" صاف صاف کہہ دیا۔

"سوری کہہ تو رہا ہوں۔آئندہ نہیں ہوگا۔"

وہ بے بسی سے بولا۔کہا تو اس نے کنزہ کو کچھ بھی نہیں تھا مگر معافی بھی اسے ہی مانگنی پڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کمبخت محبت بھی کیا بلا ہے۔محبوب کی ناراضی کا ڈر بھی ڈرا دیتا ہے۔اور عزت نفس ۔۔۔اس شے کو تو محبت کی پہلی دستک پہ ہی تیاغ دینا چاہئے ورنہ یا تو عزت نفس قائم رہتی ہے یا محبت۔

"مجھ سے جڑے رشتوں میں حدید بھی شامل ہے افان۔ تم اس بات کو جتنی آسانی سے قبول کر لو گے اتنا بہتر رہے گا۔"

وہ اسے باور کروا رہی تھی۔

"سمجھ گیا۔" محبوب کی بات کو از بر کر لیا۔ کنزہ نے بھی مزید بدمزاجی ختم کی۔

"لنچ کرنے چلو گے؟" وہ مان گئی کیونکہ دعوت وہ کبھی ناراضی میں نہیں دیتی تھی۔

"تمہیں کون انکار کرے؟" وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بولا۔

اور یہ تو کوئی کنزہ ابراہیم سے پوچھتا کہ ایک شخص تھا جو ہمیشہ اسے انکار کر دیتا تھا۔ وہ حدید عالم کے معاملے میں بے بس تھی۔

"شام پانچ بجے میرے پسندیدہ ریسٹورنٹ"

کنزہ نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ویسے کنزے پانچ بجے لنچ ہوتا ہے کیا؟" افان شرارت بھرے لہجے میں بولا۔

"میں بتاوں کیا ہوتا ہے؟"

وہ اس کو ڈپٹتے ہوئے بولی۔

"ہاں بتاو نا۔"

"تمہیں مل کر بتاتی ہوں۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی جس پہ افان بھی مسکرا دیا۔

جب ایک شخص محبت میں قید ہو اور دوسرا اس کا محبوب تو جھگڑے کبھی طوالت نہیں پکڑتے۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔

----

www.novelsclubb.com

وہ تھکی ہاری شوٹنگ سے لوٹی تو کمرے میں قدم رکھتے ہی فون پہ بیپ ہوئی۔ چونکہ اس نے سوشل میڈیا کے نوٹیفکیشنز بند کر رکھے تھے اس لیے یہ یقیناً کسی جاننے والے کا ہی میسج تھا۔ اس نے بے دلی سے میسج کھولا۔ پھر ایک نئے نمبر سے میسج تھا۔

"ملاقات کیسی رہی؟"

اسے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ یہ جو کوئی بھی تھا یقیناً اس کی مخبری کرتا تھا۔

"اور میں تمہیں کیوں بتاؤں؟"

جانے کیوں لیکن نور کا دل کیا کہ اسے چڑائے۔

"کیونکہ مجھے بھی وہی چاہیئے جو تمہیں"

صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ٹھیک تھی"

نور کی اس شخص سے کوئی خاص جان پہچان نہیں تھی جو وہ اس سے مذاق کرتی اس لیے فوراً مطلب کی بات پہ آئی۔

"کب ملو گی؟" اگلا سوال حاضر تھا۔

"جلد ہی"

"میں انتظار کروں گا۔ کیونکہ تمہاری کامیابی، میری کامیابی ہے۔"

نور نے جواب نہیں دیا۔ وہ فون ڈریسنگ پہ رکھے فریش ہونے چلی گئی۔ اسے تھکاوٹ ہو رہی تھی۔ وہ جلد ہی سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔

ہمایوں کمال گہری سوچ میں غرق تھے۔ سامنے موجود ٹیبل پہ موبائل کو گھورتے ہوئے وہ کئی ممکنات کا جائزہ لے رہے تھے۔ پھر ٹیبل سے موبائل اٹھا کر کسی کو کال کر کے رابطہ جوڑا۔

"جو کام کہا ہے وہ جلد ہی ہو جانا چاہیئے۔" اس بار حکم میں بدلاو کا امکان نہیں تھا۔

"ہو جائے گا سر"

آگے سے مثبت جواب ملتے انہوں نے فون بند کیا۔ آنکھیں سرد تاثر لیے ہوئے تھیں۔ مگر یہ ضروری تھا۔ انہیں یہ کرنا ہی تھا۔ اور بالآخر انہوں نے کر لیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

برف باری میں لپٹے برلن کی سڑکوں پہ چہل قدمی کرتی نور نے ٹھنڈ سے بچنے کے لیے دستانے پہنے ہاتھوں کو جیکٹ کی جیب میں ڈالا۔ٹوپی سے کان لپیٹ رکھے تھے مگر چہرہ ٹھنڈک کی شدت سے سفید پڑ رہا تھا جبکہ ناک گلابی ہو رہی تھی۔وہ برلن کی خوبصورتی میں محو تھی۔

کچھ وقت بعد برلن کی سڑک پہ ایک گاڑی میں بیٹھے شخص نے دور سے اس کو غور سے دیکھا۔ٹارگٹ سیٹ کیا اور پھر اسے ٹکر مارنے کی غرض سے گاڑی کی رفتار بڑھائی۔یہ حادثہ، حادثہ ہی لگنا چاہیئے تھا۔اسے یہ خبر آگے دینی تھی کہ زخرف نور برلن کی سڑک پہ ایک تیز رفتار گاڑی سے حادثاتی طور پہ ٹکرانے کے باعث ہسپتال میں زیر علاج ہے یا موقع پہ ہی ہلاک ہو چکی ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ وجود اس منصوبے کا حصہ بنتا کسی نے اسے اپنی جانب کھینچا۔ گاڑی میں موجود شخص نے نشانہ چوک جانے پہ غصے سے سٹیرنگ پہ ہاتھ مارا اور وہاں سے فرار حاصل کیا۔

اچانک کھینچے جانے اور گاڑی کے بالکل پاس سے گزرنے کے باعث نور حواس باختہ ہوئی۔اس کا دماغ شل پڑ گیا۔

"آر یو اوکے ؟"

حدید تیزی سے بولا۔حدید نے اس کو بازوؤں سے تھام رکھا تھا۔وہ لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔آنکھیں بند تھیں۔اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھولیں تو حدید کی آنکھوں نے ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا۔یہ پہلی بار تھا کہ حدید عالم نے کسی لڑکی کی آنکھوں میں خود کو دیکھا تھا۔وہ سمجھ نہ پایا یہ کیسا احساس تھا۔نور کا سانس حلق میں ہی اٹک گیا۔پہلے یہ حادثہ پھر اس سے سامنا۔۔۔لگاتار جھٹکوں کے باعث وہ نہ جانے کیسے اپنے قدموں پہ کھڑی تھی۔یا شاید یہ حدید کی اس پہ گرفت ہی تھی جو وہ سلامت کھڑی تھی۔مگر اگلے ہی لمحے حدید نے حالات پہ قابو پاتے نرمی سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔وہ لڑکھڑائی مگر سنبھل گئی۔

"بیٹا پانی پی لو۔" ابراہیم صاحب جو اس واقعہ سے قبل حدید کے ساتھ کھڑے تھے انہوں نے آگے بڑھتے انسانیت کے ناطے اسے پانی پیش کیا۔ نور نے ان کی جانب دیکھا تو مزید دماغ ماوف ہو گیا۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ؟

نور نے ان کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا جو انہوں نے ویٹر کو بلا کر منگوایا تھا اور تیزی سے اس سے اپنا گلا تر کیا۔

ابراہیم وجدانی، حدید کے ساتھ ڈنر کرنے لیے اس مقام کے ایک ہوٹل میں موجود تھے۔ وہ واپس جانے کے لیے ہوٹل سے باہر نکلے ہی تھے جب حدید نے ایک تیز رفتار گاڑی کو سڑک پہ چہل قدمی کرتی نور کو نشانہ بناتے دیکھا۔ اسے نہیں معلوم وہ کتنی تیزی سے بھاگا، کتنے لوگوں سے ٹکراتے ٹکراتے بچا، کن کن چیزوں سے ٹکرایا۔ وہ بس یہ جانتا تھا کہ وہ خطرے میں تھی اور اسے اس کی ضرورت تھی۔

حدید عالم نہ اسے نقصان پہنچا سکتا تھا اور نہ پہنچانے دے سکتا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا اور پھر اس کو تھامے اس نشانے سے پیچھے ہٹا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی اس سے چند انچ کے فاصلے سے گزر گئی۔اس نے اپنے بازوؤں کے حصار میں گھری نور کو دیکھا۔وہ سہی سلامت تھی۔اس کا سانس بحال ہوا۔

وہ اس کو پانی پیتے دیکھنے لگا۔آنکھیں اس کے ایک ایک نقش کو بھانپ رہی تھیں۔نور کے چہرے پہ خوف عیاں تھا۔آنکھوں کی پلکیں لرز رہی تھیں۔سنہری بال بکھرے بکھرے دکھنے لگے۔کپکپاہٹ اس کے سارے وجود پہ طاری تھی۔ حدید کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ اسے اس ٹوٹی بکھری حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"بیٹا سب ٹھیک ہے۔یہ سب ایک حادثہ تھا۔ریلیکس ہو جاو۔"

ابراہیم وجدانی نے اسے کندھے پہ تھپکی دیتے ہوئے تسلی دی۔نور نے بمشکل سر ہلایا۔لیکن وہ اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری تھی کہ یہ محض ایک حادثہ تھا کیونکہ پر ہجوم سڑک پہ اتنی تیز رفتاری سے گاڑی چلانا اور اسی کو ٹارگٹ کرنا یہ اتفاق یا حادثہ نہیں ہو سکتا تھا۔اور اگر یہ حادثہ ہوتا تو اس گاڑی کا ڈرائیور فرار ہونے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کی بجائے رک کر اس سے معافی مانگتا۔اس کا فرار ہونا ہی اس بات کی نشاندہی کے لیے کافی تھا کہ وہ ٹارگٹ تھی۔

"مجھے گھر جانا ہے۔"

وہ گلاس وہیں رکھتے واپسی کو پر تولنے لگی۔اسے اس جگہ سے خوف آنے لگا۔تنہائی کا احساس شدت سے جاگ رہا تھا۔اسے ماں کی گود یا نانا کا حصار چاہیئے تھا۔یا کم از کم فلحال اسے اس جگہ سے دور جانا تھا۔

"بیٹا ہم آپ کو گھر چھوڑ دیتے ہیں۔"

ابراہیم صاحب نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے آفر کی۔

"نہیں۔۔۔بہت شکریہ۔۔۔اب مجھے گھر جانا چاہیئے۔" وہ رک رک کر بولی۔ شاید سانس بحال کر رہی تھی۔

"آپ اپنے گھر والوں کو فون کر دو۔وہ خود آپ کو یہاں سے لے لیں گے۔"

وہ فکر مندی سے بولے۔انہیں اس معصوم لڑکی کو تنہا چھوڑنا اچھا نہیں لگ رہا تھا کیونکہ وہ لڑکی مشرقی دکھ رہی تھی۔

"گھر والے یہاں نہیں ہیں۔"

اداسی سے بھرپور لہجہ۔

"کوئی تو جاننے والا ہوگا یہاں؟"

یہ سوال پوچھنے والا حدید تھا۔اس نے یہ سوال کیوں پوچھا یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"ہے لیکن میں انہیں بلانا نہیں چاہتی۔آپ کا بہت شکریہ۔موقع ملا تو اس احسان کا بدلہ ضرور چکاؤں گی۔"

نور نے اس کو براہ راست دیکھتے ہوئے کہا۔

حدید نے سر کو خم دیا۔اور دل میں سوچا کہ یہ لڑکی اپنی انا قائم رکھنے کے لیے مشکلات میں بھی بھرم دکھانے سے باز نہیں آئے گی۔

نور واپسی کے لیے مڑی اور قدم قدم اس سے دور ہوتی گئی۔ حدید نے اس کے لرزتے قدموں کو دور تک دیکھا۔ گردن کی رگیں نمایاں ہونے لگیں۔ہاتھ بھینچ رکھے تھے۔اندر ابلتے لاوے کو اس نے کیسے قابو کیا یہ وہی جانتا تھا۔

مانا کہ اس نے اسے خود تک رسائی دینے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے تھے مگر حدید عالم، زخرف نور کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔اور جس کسی نے یہ حرکت کی تھی اسے وہ چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔ حدید نے ابراہیم وجدانی کو ان کے گھر ڈراپ کیا اور خود اپنے گھر آ گیا۔

اس نے بمشکل اپنے کمرے میں پہنچ کر دروازہ لاک کیا۔ پھر صوفہ پہ جا کر بیٹھ گئی۔

گزشتہ واقعے نے اسے ڈرا دیا تھا۔ اگر وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتی؟ یہ سوچ ہی اسے پریشان کر رہی تھی۔ جب انسان موت کے منہ سے واپس آیا ہو تو کئی لمحات تو خود کو یہ یقین دلاتے ہی گزر جاتے ہیں کہ وہ زندہ ہے۔

کیا یہ محض ایک حادثہ تھا؟

یا کوئی سوچی سمجھی سازش؟

عین اسی وقت وہاں حدید عالم کی موجودگی اسے کھٹک رہی تھی۔

یہ حقیقت تھی کہ اس وقت اسے کسی سہارے کی ضرورت تھی۔ اس نے ہر مشکل میں اپنی ماں یا نانا کو اپنے پاس پایا تھا اور اب حالات ایسے تھے کہ وہ اپنی پریشانی کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ کسی کو اپنے حوالے سے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

عین اسی وقت اسے برہان کی کال آئی۔ برہان کیسے اس کے دل کا حال جان جاتا تھا۔ اسے کیسے علم ہوا کہ اسے اس وقت کسی اپنے کی ضرورت تھی۔ اسے خوش ہونا چاہئے تھا لیکن وہ چاہ کر بھی مسکرا نہ سکی۔ چند لمحات وہ سوچتی رہی کہ اسے فون اٹھانا

www.novelsclubb.com

چاہئے یا نہیں لیکن برہان کی مسلسل کالز نے اس کی مشکل آسان کر دی۔اس نے چہرے پہ بمشکل مسکان سجائی تاکہ لہجہ اندر کے خوف کو چھپالے۔پھر فون اٹھایا اور کال ریسیو کی۔

"کیسی ہو سونا؟"

برہان نے خوشدلی سے پوچھا۔

"فرسٹ کلاس"

اپنے لہجے کو حتی الامکان نارمل رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"برلن کیسا لگا؟"

وہ چہک کر پوچھ رہا تھا۔

"برلن خوبصورت ہے برہان یا شاید بہت خوبصورت" وہ برلن کی خوبصورتی سے انکار نہیں کر سکتی تھی۔

"تمہیں زیادہ سردی تو نہیں لگتی؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ جانتا تھا کہ اسے سردیوں سے مسئلہ رہتا ہے اس لیے فکر مندی سے پوچھا۔

"لگتی ہے لیکن مجبوری ہے۔"

"تم مجبور نہیں ہو سونا۔ایسی بھی کیا مجبوری جو تنہا ایک اجنبی ملک بیٹھی ہو۔" وہ اس کو سمجھانے کی غرض سے بولا۔

"تم نہیں سمجھو گے۔شوق اور مقصد بڑی بے رحم چیزیں ہیں۔بے حد خود غرض اور مطلبی۔خوار کر دیتے ہیں۔انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتے۔" اس کا دل بھر رہا تھا۔

"سونا تم ٹھیک ہو نا؟" برہان نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے کیا ہونا ہے۔بالکل ٹھیک ہوں۔بس آج شوٹنگ تھی نا اسی لیے تھک گئی ہوں۔آرام کرنا چاہتی ہوں۔"

جواز پیش کیا۔آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

"پھر تو میں نے تمہیں ڈسٹرب کر دیا۔چلو سو جاو بیوٹی کوئین۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس کو الوداعی کلمات کہتے رابطہ منقطع کر گیا۔ نور نے تھکے ماندے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔ آنکھیں بند کیں تو خود کو اسی جگہ پایا جہاں وہ حادثے سے محفوظ رہی تھی۔ اسے اپنے بازوؤں پہ وہ گرفت یاد آئی جس نے اسے حفاظت بخشی۔ فوراً سے آنکھیں وا کیں۔ اپنی کنپٹی مسلی۔ سردی کی شدت سے جسم پہ کپکپاہٹ طاری ہوئی تو وہ بیڈ پہ آ کر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔ نیند مشکل سے ہی آنی تھی۔ آج کی رات اس نے خوف کے حصار میں گزارنی تھی۔

وہیں حدید عالم بے چینی سے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا۔ وہ خوف کے حصار میں تھی تو اسے نیند کیسے آتی۔

www.novelsclubb.com

پوری رات آنکھوں میں کاٹ کر وہ تقریباً تین بجے کے قریب سوئی۔ صبح دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو موبائل پہ وقت دیکھا۔ وہاں مختلف پیغامات میں ایک غیر آشنا نمبر سے بھی پیغام موجود تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ حیران ہوئی۔اسے لگا تھا کہ وہ صرف اس مقصد کے تحت ہی اس پہ نظر رکھتا ہے مگر وہ تو اس پہ گہری نظر رکھے ہوئے تھا۔

"کیا تمہیں یہ لگتا ہے کہ وہ ایک حادثہ تھا؟"اس نے جواب بھیجا۔کچھ لمحات میں ہی اسے جواب موصول ہو گیا۔

"نہیں وہ حادثہ ہر گز نہیں تھا۔"

"مگر مجھے کوئی کیوں نقصان پہنچائے گا؟"

وہ سوالیہ تاثرات سے بولی۔

"ہر انسان کے دشمن ہوتے ہیں۔کچھ ظاہر اور بعض اوقات وہ بہت قریب ہوتے ہیں کہ آپ کو امید بھی نہیں ہوتی کہ وہ بھی آپ سے عناد رکھ سکتے ہیں۔لیکن ایسا ہوتا ہے۔کیونکہ دنیا ممکنات سے بھری پڑی ہے۔"جواب تسلی بخش تھا۔مگر اس کا سکون خراب کر گیا۔اس نے فون بند کیا۔

"یعنی حادثات بھی پہلے سے متعین ہوتے ہیں۔" وہ خود سے گویا ہوئی۔

پھر خود کو نارمل کرتے وہ فریش ہونے چلی گئی۔اسے وقت پہ شوٹنگ کے لیے جانا تھا۔صد شکر کہ آج شوٹنگ دوپہر میں شروع ہونی تھی۔

کام میں مصروفیت کے باعث وہ کافی حد تک نارمل ہو گئی۔بلاشبہ مصروفیت انسان کو بہت سارے فضول خیالات سے بچا لیتی ہے۔

شوٹنگ کے دوران اس نے حدید کے نمبر پہ میسج کیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہم آج مل سکتے ہیں؟"

وہ ڈینیل رچرڈ کے ساتھ میٹنگ میں مصروف تھا۔اس لیے پیغام نہ پڑھ سکا۔کچھ دیر بعد میٹنگ ختم ہوئی تو اس نے پیغام پڑھا۔اور پھر بغیر ایک بھی لمحے کی تاخیر جواب لکھا۔

"وائے ناٹ"

جواب لکھ کر اس کے نمبر پہ بھیج دیا۔

نور نے شوٹنگ سے فارغ ہو کر جواب پڑھا۔ وہ مزید تاخیر سے کام نہیں لے سکتی تھی۔ اسے جلد از جلد اس کام کو نپٹانا تھا۔ سیٹ سے ہی ایک ٹیکسی لیتے اس کے آفس کے باہر پہنچی۔ ابراہیم وجدانی کی کمپنی کافی شاندار تھی۔ اس نے سراہتی نگاہوں سے اس کو دیکھا پھر مرکزی دروازہ کھولتے اندر آئی۔ ریسیپشن پہ پہنچ کر حدید سے ملنے کا کہا۔

"کیا آپ نے اپائنٹمنٹ لی تھی؟" جرمن ریسیپشنسٹ نے انگریزی زبان میں استفسار کیا۔

"وہ جانتے ہیں کہ میں ان سے ملنے آرہی ہوں۔"

"ہمیں ایک بار کنفرم کر لینے دیں۔"

اس نے حدید کے آفس نمبر پہ کال کی۔ دوسری جانب سے ملنے والے جواب کو سنا پھر اس کو جواب دیا۔

"میم! سر تھوڑا بزی ہیں۔ آپ تھوڑی دیر انتظار کر لیں۔"

نور ہاں میں سر ہلاتے ایک کرسی پہ جا کر بیٹھ گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد ریسیپشن پہ کال موصول ہوئی۔ اس لڑکی نے نور کو حدید کے فارغ ہونے کی اطلاع دیتے ہوئے اس کے کمرے میں جانے کا کہا۔

"مسٹر حدید کا کمرہ کس جانب ہے؟"

نور نے استفسار کیا۔

"اسی فلور پہ لاسٹ والا گرینڈ روم"

"تھینکس"

وہ حیران ہوئی کہ اس کا کمرہ پہلے فلور پہ ہے۔ کیونکہ اس نے زیادہ تر سی ای او کا کمرہ سیکنڈ یا تھرڈ فلور پہ ہی دیکھا تھا۔ مسٹر دانیال کمال کا آفس بھی تو چوتھی منزل پہ تھا۔

سفید ماربل پہ اس کی ہیل کی ٹک ٹک نے انتشار برپا کیا۔ وہاں موجود تمام ورکرز نے اس گستاخ کو دیکھا جو دھڑلے سے ہیلز پہن کر اسی شخص کے کمرے میں جا رہی تھی جس نے سختی سے اپنے آفس میں ہیلز کو ممنوع قرار دے رکھا تھا۔

آخری کمرے کے باہر لکڑی کی تختی پہ حدید عالم لکھا تھا۔ اس نے نام پڑھ کر دروازہ ناک کیا۔ وہی بچگانہ ناک۔۔۔ اندر موجود حدید مسکرایا۔ دروازہ ناک کرنے کے بعد وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ نشست چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"ویلکم مس زخرف" اس کے لیے استقبالیہ کلمات کہے۔ پھر اس کو اپنے سامنے والی کرسی پہ بیٹھنے کی دعوت دی۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ مسٹر حدید عالم" وہ آگے بڑھتے ہوئے اس کے سامنے کی کرسی کی طرف آئی۔ ہیل کی ٹک ٹک نے حدید کو سخت الجھن دی۔ مگر وہ خاموش رہا۔ یہ کڑوا گھونٹ بھی اسے بھرنا ہی تھا۔

"کافی؟" کرسی پہ واپس براجمان ہوتے ہوئے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

"میں کافی نہیں پیتی۔ شکریہ"

"آپ ٹھیک ہیں؟ کل رات جو واقعہ ہوا یقیناً اس نے آپ کو ڈرا دیا ہو گا۔"

وہ اس کو پرکھنے کی نیت سے بولا۔

"نہیں میں چھوٹے چھوٹے معاملات پہ پریشان نہیں ہوتی۔"

کیا کمال کی بے نیازی تھی۔

"پھر تو آپ بہادر ثابت ہوئی ہیں۔"

وہ سراہنے والے انداز میں گویا ہوا۔

"اپنی تعریف خود نہیں کرنی چاہئے۔ ورنہ ضرور خود کو میڈل پیش کرتی۔"

"نائس"

"آپ کا بہت شکریہ کل آپ نے واقعی میری مدد کی۔" وہ تشکر آمیز لہجے میں بولی۔

"اپنے سامنے کسی کو مرتا دیکھنے کا بالکل ارادہ نہیں تھا۔ بس اسی اثنا میں آپ کی مدد ہو گئی۔"

"تھینکس اگین۔ میرے خیال میں اب ہمیں مدعے کی بات کر لینی چاہئے۔"

وہ سیدھا مدعے پہ آئی۔ وہ مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔

"بالکل بات تو اب کر ہی لینی چاہئے۔"

اپنی کرسی سے اٹھتے چند قدم اس کے قریب بڑھاتے ہوئے کہا۔ لہجہ کچھ عجیب سا تھا۔ نور نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ؟"تاثرات میں ناسمجھی عیاں تھی۔

"کچھ خاص نہیں بس ہم شادی کر رہے ہیں مس زخرف نور"

اس سے چند قدم کے فاصلے پہ رک کر بہت سکون سے نور کے سر پہ دھماکہ کیا۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں؟"

وہ مصنوعی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔اسے حدید عالم سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

"میں مذاق نہیں کرتا۔"

لہجہ سنجیدگی سے بھرپور تھا۔

www.novelsclubb.com

"پھر یہ سب کیا ہے؟"

وہ ہتھے سے اکھڑ گئ۔کرسی سے کھڑی ہوئ تو حدید نے چند قدم پیچھے لیے۔

"تمہیں تمہارے بابا کے قاتل کی تلاش ہے اور مجھے اپنے بابا کے قاتل سے بدلہ لینا ہے۔ان دونوں مقاصد کی تکمیل کے لیے ہماری شادی ضروری ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپ سے تم کا سفر لمحوں میں طے ہوا۔ نور ہونقوں کی طرح اس کو دیکھنے لگی۔ یہ کیسا انکشاف ہوا تھا۔ اسے لگا تھا کہ وہ حدید عالم تک پہنچی تھی مگر اس لمحے اسے ادراک ہوا کہ وہ یہاں لائی گئی تھی۔ اور اس کو یہاں لانے والا کوئی اور نہیں خود حدید عالم تھا۔ اسے آج اپنا آپ بیوقوف لگا رہا تھا۔

"تم یہ سب کیسے جانتے ہو؟"

اس نے بھی مروت کو بالائے طاق رکھا۔

"میں تم سے گیارہ سال بڑا ہوں۔ عمر کا ہی لحاظ کر لو۔ تم کہنا کچھ عجیب نہیں لگے گا؟"

www.novelsclubb.com

وہ مصنوعی سنجیدگی سے مشورہ دیتے ہوئے بولا۔

"آپ؟ مائی فٹ" وہ اس پہ چلائی۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔"

نفی میں سر ہلا کر بڑبڑایا۔

"حدید عالم میں نے پوچھا تم یہ سب کیسے جانتے ہو؟"

اس نے حدید کی جانب قدم بڑھائے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

"سب جان جاو گی۔ لیکن اس کی ایک شرط ہے۔ اور وہ ہے مجھ سے شادی"

لہجہ اٹل تھا۔

"تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو؟"

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے بولی۔

"جو سمجھنا ہے سمجھ لو۔"

اس نے نور کی کسی بات کا کوئی اثر نہیں لیا۔

"بھاڑ میں جاو تم اور تمہاری شرط"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ پیر پٹخ کر جانے لگی جب حدید کی آواز نے اس کے قدم منجمند کیے۔

"جاننا چاہو گی کہ تمہارے اور میرے بابا کے درمیان کیا تعلق تھا؟"

اور یہاں زخرف نور پگھل گئی۔اور اس موم کو حدید عالم نے اپنی ہتھیلی کا حصہ بنا لیا۔

----

www.novelsclubb.com

www.novelsclubb.com